فاضل دارالعلوم لطیفی کٹیہار اور حضرت مولانا منور حسین صاحب کے خلیفہ اجل

حضرت مولانا خواجہ عبد الجبار صاحب کا انتقال

خطہ سیمانچل میں ایک اور چراغ بجھا

ڈاکٹر صلاح الدین قاسمی
شعبہ انٹرنیٹ (آن لائن فتوی) دارلعلوم دیوبند
2023/05/30

صاحبت نسبت بزرگ و پیر طریقت حضرت مولانا خواجہ عبدالجبار صاحب کا صبح سات بجے، بروز اتوار، مورخہ 29 جمادی الثانی 1439ھ مطابق 18 مارچ 2018ء پورنیہ اسپتال میں انتقال ہوگیا، اناللہ و انا الیہ راجعون۔ حضرت 78 سال کے تھے، آپ کو چند مہینوں سے ہارٹ کا مسئلہ درپیش تھا، اس کے علاوہ بظاہر کوئی خاص بیماری نہیں تھی، چند دن پہلے غالباً جمعرات، 15 مارچ کو دوبارہ دل کا دورہ پڑا اور علاج کے لئے پورنیہ اسپتال میں ایڈمٹ کیا گیا مگر مرضی خدا کچھ اور تھی اور آپ دنیا سے رخصت ہوگئے۔ بعد نماز مغرب آپ کے بڑے صاحبزادے مولانا ابوبکر صاحب مظاہری نے حضرت مولانا انوار صاحب، کے ایماء پر نماز جنازہ پڑھائی اور ہزاروں نم آنکھوں کے ساتھ حضرت کی جسد خاکی کو سرد خاک کیا گیا۔

داغ فراق صحبت شب کی جلی ہوئی
اک شمع رہ گئی تھی سو وہ بھی خموش ہے

جنازے میں لوگوں کا ایک جم غفیر تھا، عوام وخواص اور علماء کی ایک بڑی تعداد نے نماز جنازہ میں شرکت کی جن میں خاص طور پر حضرت مولانا انوار صاحب، دامت برکاتہم، ناظم دارلعلوم بہادر گنج، مفتی منصور عالم صاحب، ناظم مدرسہ جامعہ امدایہ مادھے پور، مفتی محمد اظہار صاحب، سابق معین مدرس درالعلوم دیوبند، اور مہتم حال دارالعلوم کشن گنج، مفتی جسیم صاحب، استاذ دارلعلوم بہادر گنج، ڈی ایم حسنین عالم مرحوم، سونتھا، کے جملہ اہل خاندان وغیرہ ہم تھے۔

خطہ سیمانچل جہاں مسلمانوں کی اکثریتی آبادی مسلمانوں کی ہے اور خاص طور پر ضلع کشن گنج میں مسلمان اکثریت میں ہیں۔ اس خطے میں حضرت اقدس مولانا منور حسین صاحب، قدس سرہ، اور حضرت مولانا امام الدین رحمتہ اللہ علیہ کے وفات کے بعد سے ایک بڑا خلا پیدا ہو گیا تھا، بلاشبہ ان بزرگ ہستیوں کی مخلصانہ کوششوں، ان کے شب و روز کی جد و جہد اور ان کی دعائے سحر گاہی سے لوگوں کے اندر جو حرات ایمانی پیدا ہوئی تھی اور جو جذبہ دینی حمیت و غیرت پھرک اٹھا تھا، اس کو مزید استحکام بخشنے میں حضرت خواجہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کا اہم کردار رہا ہے، درحقیقت حضرت خواجہ صاحب نے اپنے اکابرین کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اس شمع رشد و ہدایت کو جلائے رکھا تھا جس سے ایک بڑی تعداد نے فیض حاصل کیا ہے۔ آپ کے اندر ایک خوبی یہ تھی کہ آپ کو درس و تدریس اور تعلیم و تربیت میں بہت زیادہ دلچسپی تھی، یہی وجہ ہے کہ آپ اپنی آخری سانس تک مدرسہ کے انتظامی امور اور درس و تدریس سے جڑے رہے، تاہم، اخیر عمر میں ضعف اور تقاضائے عمر کی وجہ سے آپ کثرت سفر سے اجتناب کرنے لگے تھے۔ حضرت خواجہ صاحب کے سانحہ ارتحال سے یقیناً ایک عہد کا خاتمہ ہوا ہے اور ایک بڑا خلا پیدا ہوا ہے جس کا پر ہونا ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے۔

حضرت خواجہ صاحب علیہ الرحمہ کی ولادت باسعادت موضع مادھے پور، ضلع کٹیہار، بہار، انڈیا، میں ہوئی تھی۔ ابتدائی تعلیم مقامی مدرسہ میں حاصل کی اور پھر کٹیہار کے قدیم اور مشہور ادارہ دارالعلوم لطیفی کٹیہار، میں داخلہ لیا اور یہیں سے آپ نے فراغت حاصل کی تھی۔ آپ کی حیات کا بیشتر حصہ ضلع کشن گنج کے قصبہ میں سونتھا، تھانہ، کوچہ دھامن، میں گذرا ہے، اس کی وجہ یہ رہی کہ آپ سونتھا میں قائم سرکاری مدرسہ "مدرسہ رحمانیہ" میں بحیثیت استاذ مقرر ہوئے تھے جہاں آپ نے ایک طویل عرصہ تک درس و تدریس میں مشغول رہے اور طلبہ کی تعلیم و تربیت کے میدان میں ایک پختہ کار اور باوقار استاذ کی حیثیت سے معروف و مشہور ہوئے۔ وعظ و خطابت کے میدان بھی میں آپ بحیثیت مقرر و خطیب مقبول تھے۔ اور جیسا کہ عام سرکاری مدارس میں ہوتا ہے، اس کے برعکس، آپ مدرسہ کی ڈیوٹی میں پابندی سے حاضر ہوتے تھے، اپنی ڈیوٹی میں کسی طرح کی کوتاہی یا غفلت آپ کی طبیعت کو ناگوار گذرتی تھی، آپ کسی طرح کا دباو قبول نہیں کرتے تھے، آپ کے ہر معاملہ میں شفافیت رہتی تھی، طلبہ پر دل و جان سے محنت کرتے تھے، مدرسہ کے انتظام و انصرام میں اگر کوئی کام یا کوئی معاملہ خلاف شرع دیکھتے تو کسی طعن و تشنیع کی پرواہ کئے بغیر اس کے خلاف سد راہ ہو جاتے اور اگر ان کے اختیار میں ہوتا تو صاف الفاظ میں اس کی انجام دہی سے منع کر دیتے تھے۔ اس دورہ ملازمت میں کئی معاملات ایسے بھی پیش آئے کہ بعض لوگ آپ سے خفا ہو گئے، حالات نے عجیب و غیب شکل اختیار کرلی تھی، مگر چونکہ وہ معاملات ناجائز تھے، یا عدم استحاق کی بات تھی، اس لیے آپ نے اپنے پائے استقلال میں کوئی لغزش نہیں آنے دی، حق پر ڈٹے رہے اور بالآخر حق غالب رہا۔ آپ کے یہ اوصاف و کمالات آپ کی شخصیت کو مزید ممتاز کرتی ہیں۔

قطب وقت حضرت مولانا منور حسین صاحب، قدس سرہ، خلیفہ اجل حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا رحمتہ اللہ علیہ، سے حضرت خواجہ صاحب بیعت تھے، حضرت کے خادم خاص اور معتمد بھی تھے اور طریقت و سلوک کے مراحل طے کرنے کے بعد آپ خلافت واجازت سے سرافراز ہوئے تھے۔ خواجہ صاحب نے 1986ء میں اپنے شیخ کامل کی وفات کے بعد سے بیعت و خلافت کا سلسلہ شروع کیا تھا، تاہم، بہت ہی محتاط انداز میں اور بہت ہی محدود پیمانے پر اصلاح باطن اور تزکیہ نفس و اصلاح کا کام کرتے تھے، بلکہ آپ کی تمام تر توجہات قیام مدارس اور طلبہ کی تعلیم و تربیت کی طرف مرکوز تھیں۔

ملازمت سےسکبد وش ہونے کے بعد آپ کچھ عرصہ تک دارالعلوم بہادر گنج، کشن گنج، کے شیخ الحدیث بھی تھے۔ واضح رہے کہ حضرت مولانا منور حسین رحمتہ اللہ علیہ نے یہ دارالعلوم بہادر گنج 18 ربیع الثانی 1399ھ مطابق 18 مارچ 1979ء میں قائم کیا تھا۔ بہادر گنج ایک قصبہ ہے جہاں یہ مدرسہ قائم ہے۔ لیکن کچھ عوارض کی بناء حضرت خواجہ احب علیہ الرحمہ نے اس مدرسے کو خیر باد کہہ دیا اور 2012ء میں آپ نے لابھا ریلوے اسٹیشن، کٹیہار، سے قریب گاوں نیاٹولہ میں "مدرسہ جامعہ اسلامیہ دارالعلوم" قائم کیا تھا، آپ نے اس مدرسہ کو ہر طرح سے ترقی دی اور مدرسہ بحمدللہ، کافی تیزی کے ساتھ ترقی کر رہا تھا، مگر بعض عوامل اور اسباب کی وجہ سے حضرت اس مدرسہ کو چھوڑ کر اپنے وطن مادھے پور واپس ہو گئے۔ وجہ خواہ کچھ بھی ہو، مگر خواجہ صاحب نے نہایت خلوص و للّٰہیت کے ساتھ یہ مدرسہ قائم کیا تھا اور ایک ایسے علاقے میں ایک دینی شمع جلایا جہاں چاروں اطراف جہالت تھی اور دین اسلام سے بے رغبتی تھی۔ بہرحال، حضرت خواجہ صاحب کے حوالے سے لوگوں میں غلطی فہمی زائل ہونے کے بعد گاوں کے لوگ حضرت کی خدمت حاضر ہوئے اور اپنی خطاوں پر نادم ہو کر واپس مدرسہ جانے کے لیے بہت منت و سماجت کی، مگر آپ نے دوبارہ وہاں جانے سے معذرت کر دی اور کہا کہ آپ حضرات مدرسہ چلائیں اور میری یہ خواہش ہے اور میری دعا ہے کہ یہ مدرسہ کی روشنی چاروں طرف پھیلے۔

حضرت خواجہ صاحب علیہ الرحمہ کٹیہار کے معروف و مشہور مدرسہ جامعہ امدادیہ مادھے پور میں ایک لمبے عرصہ سے مجلس شوری کے رکن تھے۔ انتقال سے دو سال پہلے آپ کی ایک کتاب "منور اللغات" طباعت ہو کر منظر عام پر آئی ہے، یہ ایک منظوم لغت ہے، جس میں عربی الفاظ کو اردو معنی پہنایا گیا ہے۔ حضرت خواجہ صاحب نے اس منظوم لغت کو حضرت مولانا منور حسین صاحب نور اللہ مرقدہ، کے نام کے انتساب کر کے اپنے پیر و مرشد کو خراج عقیدت پیش کیا ہے۔ حضرت خواجہ صاحب گرچہ باضابطہ شاعر نہیں تھے، مگر جب ان کو درس و تدریس اور مطالعہ کتب کے دوران مشکل الفاظ کے معانی کو لغت میں دیکھنے کا موقع ملا تو آپ نے ان معانی کو ذہن نشین کرنے کی غرض سے شعری اوزان میں ڈھالنے کی ایک کوشش کی تھی تا کہ بآسانی ان کو محفوظ کیا جا سکے۔

یہاں غالباً ذکر نامناسب ہوگا کہ قصبہ سونتھا میں ایک مشہور وباوقار خاندان کی ایک عظیم شخصیت اور سپوت محترم ڈی ایم حسنین عالم مرحوم کے ساتھ حضرت خواجہ صاحب کے والہانہ تعلقات ومراسم قائم تھے۔ محترم ڈی ایم صاحب مرحوم نے اگرچہ دنیاوی تعلیم حاصل کی تھی اوراپنی بے پناہ صلاحیتوں کی بنیاد پر ایک اعلی عہدے پر فائز ہوگئے تھے، مگر آپ طبعاً نہایت شریف، ایماندار اور نیک تھے، بڑے عہدے پر ہونے کے باوجود آپ تملق، حرص وطمع اور دنیاوی چکاچوند کے یکسر خلاف تھے۔ حضرت خواجہ صاحب اور ڈی ایم جناب حسنین عالم صاحب کافی گہرے تعلقات تھے۔ عقیدت ومحبت کی یہ ایک بے نظیر مثال ہے کہ موصوف ڈی ایم نے اپنے بیٹھک میں حضرت خواجہ صاحب کے لئے ایک حجرہ خاص کردیا تھا تاکہ آپ جب بھی سونتھا آئیں تو قیام میں کسی قسم کی دقت نہ ہو اور آپ جب بھی سونتھا تشریف لے جاتے اور جب تک آپ کا قیام رہتا تو یہیں مہمان خاص ہوتے تھے۔ محترم جناب ڈی ایم صاحب کا یہ عمل جہاں ایک طرف عقیدت وارادت اور خلوص وفراخدلی کا مظہر ہے وہی دوسری طرف عوام وخواص میں حضرت خواجہ کی قدر ومنزلت کا غماز بھی ہے۔ ایک اپریل 2015ء کو موصوف ڈی ایم داغ مفارقت دے گئے اور حضرت خواجہ صاحب نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی تھی۔

غم تو متاع زیست ہے، اس سے گریز کیا
جس سے ملے، جہاں سے ملے، جس قدر ملے

قابل ذکر بات ہے کہ محمد اعجاز عالم جو محترم ڈی ایم مرحوم کے سگے بھانجے ہیں اور سونتھا ہی کے رہنے والے ہیں، خواجہ صاحب کے عقید تمندوں میں ایک نمایاں مقام رکھتے ہیں۔ موصوف اپنے زمانے طالب علمی (ہائی اسکول) سے ہی حضرت خواجہ صاحب سے وابستہ ہوگئے تھے، اور ان کو اپنے پیر و مرشد کے ساتھ ایک لمبا عرصہ گذارنے کا موقع ملا ہے، انہوں نے اپنے مرشد کی نماز جنازہ میں شریک ہونے کی ہر چند کوشش کی مگر وطن سے میلوں دور دیوبند، ضلع سہارنپور، یوپی میں ملازمت ہونے کی وجہ سے شریک جنازہ نہیں ہوسکے۔ راقم لسطور آں موصوف کے غم میں برابر کا شریک ہے اور تعزیت مسنونہ پیش کرتا ہے۔ اللہ تعالی ان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔

حضرت خواجہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ سے احقر کی پہلی ملاقات کچھ سال پہلے غالباً 2009ء میں دیوبند میں ہوئی تھی، دوران ملاقات سلسلہ گفتگو میں جس چیز نے مجھے سب سے متاثر کیا وہ تھی آپ کی سادگی اور احیائے سنت کی فکر مندی۔ اس کے بعد سے حضرت کے ساتھ ملاقات وروابط کا سلسلہ قائم رہا۔ جس شفقت وعنایت اور جس پاس ولحاظ سے حضرت مجھ جیسے ناچیز کے ساتھ پیش آتے تھے، وہ میرے لیے یادگار لمحات اور ناقابل فراموش ہیں۔ اللہم اغفرلہ وارحمہ و تقبل حسناتہ و تجازو عن سیاتہ۔

حضرت خواجہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ بہت سی خوبیوں اور کمالات کے مالک تھے، آپ پابند شرع، منکسر المزاج، بے لوث، مخلص، سنجید گی و متانت کے پیکر اور نہایت ساد گی پسند تھے۔ کسر نفسی آپ کا امتیازی وصف تھا، ہر ایک سے خندہ پیشانی سے پیش آتے تھے۔ آپ کے دل میں کسی سے بیر نہیں تھا۔ انہی صفات کی وجہ سے آپ عوام میں ہر دلعزیز ہو گئے تھے۔

ایک مرتبہ دوران ملاقات خواجہ صاحب نے راقم الحروف کو بتایا تھا کہ میرے نام کے ساتھ جو لفظ "خواجہ" جڑا ہے، اس کا واقعہ یہ ہے کہ میں نے اپنی طرف سے نہیں بڑھایا ہے اور نہ ہی لقب کسی نسبت کی طرف منسوب ہے بلکہ لوگ از خود مجھے خواجہ صاحب کہہ کر پکارنے لگے ہیں، جب کوئی مجھ سے ملاقات کے لیے آتا تو لوگوں سے پوچھتے کہ خواجہ صاحب کہاں ہیں، اور اس طرح سے یہ لقب میرے نام کا جزءلازم بن گیا۔ اور پھر عوام الناس میں آپ اسی عرفی لقب "خواجہ صاحب" کے نام سے معروف و مشہور ہیں۔

خواجہ صاحب یکے از درنایاب تھے اور درنایاب کی ہمیشہ کمی محسوس کی گئی ہے، آپ ہمیشہ اپنی خوبیوں اور کارناموں کی وجہ سے ہمارے درمیان رہیں گے۔ اللہ تعالی، حضرت خواجہ صاحب کے جملہ صاحبزادان، پسماندگان، اعزاء اقرباءمعتقدین اور عقیدت مندوں کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

غم ہستی کا اسد کس سے ہو جز مرگ علاج
شمع ہر رنگ میں جلتی ہے سحر ہونے تک

لابھا مدرسہ سے آنے کے بعد آپ نے اپنے آبائی وطن میں ہی مستقل طور پر سکونت اختیار کرلی، چونکہ، لوگوں کی اصلاح اور دینی تعلیم و تربیت کے حوالے سے فکر دامن گیر تھی، اس لیے، آپ نے اپنے وطن مالوف میں اپنے گھر سے متصل اپنی ایک آبائی زمین میں ایک مدرسے کی بنیاد ڈالی جس کی وہاں سخت ضرورت محسوس کی جارہی تھی، اور آپ ہم ہمہ تن گوش ہو کر اس مدرسہ کی علمی سرگرمیوں مصروف رہے۔ یہ مدرسہ ابھی ابتدائی مرحلہ میں ہے اور جامعہ اسلامیہ دارالعلوم بیر گاچھی کے نام سے موسوم ہے۔

امید ہے کہ حضرت علیہ الرحمہ کے بڑے صاحبزدے و جانشین مولانا ابو بکر صاحب مظاہری اس مدرسہ کو ترقی دیں گے اور یہ جہالت و بے دینی کو ختم کرنے میں اپنے والد محترم کے خواب کو شرمندہ تعبیر کریں گے۔ ان شاءاللہ تعالی۔